مُقدّمه

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

شیعہ فرقہ کہتاہے کہ اصل قرآن وہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے جمع کیاہے اور یہ قرآن اَصحابِ ثلاثہ کا جمع کردہ ہے اِس میں اُنہوں نے اپنی مرضی سے جمع کیا جیسے کیا اُس کی تفصیل فقیر نے رسالہ "شیعہ قرآن کو نہیں مانتے" میں لکھ دی۔ یہاں صرف قرآن پاک کی ترتیب اور جمع پر بحث ہوگی اور ثابت کروں گا کہ یہ قرآن اَصحابِ ثلاثہ کا جمع کردہ وہی ہے جو لوحِ محفوظ میں تھا۔ اِمام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ قرآن پاک لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا۔

قرآن کریم فرماتا ہے: بَلۡ ھُوَ قُرۡآنٌ مَّجِیۡدٌ فِیۡ لوحِ محفوظ (پارہ30سورۃالبروج. آیت21.22)

ترجمہ: بلکہ وہ کمالِ شرف والا قرآن ہے لوحِ محفوظ میں۔

پھر وہاں سے پہلے آسمان پر لایا گیا پھر وہاں سے تئیس (۲۳) سال میں آہستہ آہستہ حضور ﷺ پر نازل ہوتا رہا۔ مگر یہ نازل ہونا اس لکھے کی ترتیب کے موافق نہ تھا کیونکہ ہر نُزول بندوں کی ضرورت کے مطابق ہوتا تھا۔ جس آیت کی ضرورت ہوئی وہی آگئی مثلاً اگر اوّل ہی سے شراب کے حرام ہونے کی آیتیں اُتر آتیں تو یقیناً عرب کے نئے مسلمانوں کو دُشواری واقع ہوتی ہے کیونکہ وہاں عام طور پر شراب پی جاتی تھی۔ اِسی طرح سارے اَحکام کو سمجھ لو لیکن چونکہ حضور ﷺ کی نگاہِ پاک لوحِ محفوظ پر تھی اِس لئے آپ ﷺ اُس آیت کے نُزول کے وقت اُس کو ترتیب سے جمع کرادیتے تھے۔ اِس طرح کہ جو حضرات کاتبِ وحی مُقرر تھے اُن کو فرمادیتے تھے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھو اور یہ آیت لوحِ محفوظ کی ترتیب کے موافق تھی اور طریقہ اُس وقت یہ تھا کہ حضرت زید بن ثابت و دیگر بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان اِس خدمت کو انجام دینے کے لئے مُقرر تھے۔ جس وقت جو آیت آتی تھی حضور ﷺ حکم کے مطابق اونٹ کی ہڈیوں پر کھجور کے پٹھوں پر اور مختلف کاغذوں پر لکھ لیتے تھے اور یہ چیزیں مُتفرّق (مختلف) طور پر لوگوں کے پاس رہیں لیکن اُن حضرات کو زیادہ اعتماد حفظ پر تھا یعنی اَصحابِ کرام علیہم الرضوان پورے قرآن کے حافظ تھے۔ جیسا کہ آج حافظ ہیں بلکہ اِس سے زیادہ کہ قرآن پاک کی ترتیب خود حضور ﷺ نے دے دی تھی لیکن ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہ فرمایا تھا۔ اُس کی تین وجہیں تھیں:

1. چونکہ صدہا حافظ اُس کو اُسی ترتیب سے یاد کرچکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے اور نماز میں پڑھنا فرض تھا اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام برکت
2. کے لئے اُس کو اکثر پڑھتے ہی رہتے ہیں اِس لئے اُس کے ضائع ہونے کا کچھ اندیشہ (خطرہ) نہ تھا۔
3. جہاد اور دیگر ضروریاتِ دینیہ کی وجہ سے اتنا موقع نہ مل سکا کہ اُس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔
4. یہ کہ جب تک پورا قرآن نہ آجاتا اُس کو جمع کرنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اُتر چکی تھیں کچھ اُترنے والی ہوتی تھیں۔ حضور ﷺ کی وصالِ ظاہری سے کچھ روز پہلے نُزولِ قرآن کی تکمیل ہوئی غرض کہ حضور ﷺ کی زندگی پاک میں قرآن کریم کتابی شکل میں ایک جگہ جمع نہ ہوسکا البتہ مُرتّب ہوگیا۔ اللہ کی شان کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے زمانے میں یعنی حضور ﷺ کے وصالِ ظاہری ہی کے سال ملک یمامہ کے جھوٹے مُدّعی نبوّت مُسَیلمہ کذّاب اور اُس کے ساتھیوں سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سخت جنگ کرنی پڑی اور اُس جنگ میں تقریباً سات سو (۷۰۰) حافظِ قرآن بھی شہید ہوگئے۔ تب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہِ صدیقی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر اِسی طرح حافظ اور قُرّاء شہید

ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن پاک ضائع ہو جائے گا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اُن صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جمع کیا جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں وحی لکھنے کی خدمت انجام دی تھی اور اُس کا مُہتمِم حضرت زید ابنِ ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو قرار دیا تھا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں تیار کرو۔ زید ابنِ ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کہتے تھے آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو حضور ﷺ نے نہ کیا؟ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ یہ کام اچھا ہے۔ [1]

نوٹ﴾ اِس سے بدعتِ حَسنہ کا ثبوت ملا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بدعات القرآن"

فائدہ﴾ حضرت زید ابنِ ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے محنت اور جانفشانی (جان نثاری) سے اُن تمام آیتوں کو یکجا (ایک جگہ) جمع کیا جو کہ لوگوں کے سینوں اور کھجور کے پتوں اور ہڈیوں پر لکھی ہوئی تھیں اور ترتیب وہی رہی جو حضور ﷺ نے فرمائی تھی۔ یہ قرآن کا نُسخہ صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی حَیات (زندگی) میں اُن کے پاس رہا پھر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس رہا پھر اُن کے بعد فاروقِ اعظم کی بیٹی رسول اللہ ﷺ کی پاک بیوی اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کے زمانے میں حذیفہ اِبنِ یمان رضی اللہ تعالی عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذر بائجان کے کفّار سے جنگ فرما رہے تھے۔ وہاں کی مہم سے فارغ ہو کر حاضرِ بار گاہ ہوئے اور عرض کیا کہ اے امیر المومنین لوگوں میں قرآن پاک کے متعلق اختلافات شروع ہو گئے ہیں۔ اگر یہ اختلاف بڑھتے رہے تو مسلمانوں کا حال یہود و نصاری کی طرح ہو جائے گا لہٰذا اِس کا جلد کوئی انتظام کیجئے۔ [2]

وجہِ اختلاف تھی کہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نسخوں میں حضور ﷺ کے وہ الفاظ بھی لکھے تھے جو آپ نے بطورِ تفسیر اِرشاد فرمائے تھے اور وہ حضرات اُس کو قرآن کا ہی جُزو سمجھ گئے تھے حالانکہ وہ الفاظِ قرآن نہ تھے۔ جیسے کہ مُصحف ابنِ مسعود رضی اللہ تعالی عنہ وغیرہ۔ نیز ایک نُسخہ تمام ملک کے مسلمانوں کے لئے اب کافی نہ تھا نیز حافظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو لُغَہ قرآن مجید میں لگتا تھا اُس کے نکالنے میں بہت دشواری ہوتی تھی۔ اِن وُجوہ (اسباب) کی بناء پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر زید ابنِ ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم فرمایا اور اُن کی مدد کے لئے عبد اللہ بن زبیر اور سعید بن عاص اور عبد اللہ اِبنِ ہشام علیہم الرضوان کو مُقرر فرمایا۔ اُن حضرات نے اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس سے پہلے جمع کئے ہوئے قرآن کو منگایا اور پھر اُس کا مقابل بلکہ حُفّاظ حفظِ قرآن سے نہایت تحقیق کر کے چھ، سات سے نقل کئے اور یہ نسخے عراق، شام اور مصر وغیرہ اسلامی ممالک میں بھیج دیئے اور اصل نُسخہ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو واپس کر دیا اور جن صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس تفسیر سے ملے ہوئے قرآن کے نسخے تھے وہ اُس کو قرآن پاک ہی سمجھنے لگے۔ الحمد للہ کہ اب تک قرآن پاک اُسی طرح بلا کم و کاست (بغیر کسی تبدیلی کے) مسلمانوں میں چلا آرہا ہے۔

ناظرین ہماری اِس تحریر سے سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن مجید کی ترتیب نُزول کے مطابق ہو سکتی ہی نہ تھی کیونکہ موجودہ ترتیب لوحِ محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے اور قرآن پاک کا نُزول ضرورت کے مطابق ہوا اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ قرآن پاک کو ترتیب دینے والے خود رسول

---

[1] (صحیح ابن حبان، کتاب السیر، ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ اتِّخَاذُ الْكَاتِبِ لِنَفْسِهِ، 10/360، الحدیث 4506، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422ھ)

[2] (صحيح البخاري، كِتَابُ فَضَائِلِ القُرْآنِ، بَابُ جَمْعِ القُرْآنِ، 10/360، الحدیث 4506، طبع: مؤسسة الرسالة، بيروت 1408)

پاک ﷺ ہیں لیکن اُس کو کتابی شکل میں جمع فرمانے والے اوّل امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اِس لئے آپ "عثمان جامع القرآن" کے لقب سے مشہور ہوئے۔

فقط والسلام

باب اول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اَہلِ اسلام کا اتفاق ہے کہ موجودہ قرآن مجید وہی ہے جو لوحِ محفوظ میں موجود تھا جس تئیس (۲۳) سال تک جَستہ جَستہ (تھوڑا تھوڑا) حضرت جبریل علیہ السلام حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں مختلف اَوقات میں پیش کرتے رہے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

بَلۡ ہُوَ قُرۡاٰنٌ مَّجِیۡدٌ فِیۡ لوحِ محفوظ (پارہ30،سورۃ البروج، آیت21،22)

ترجمہ: بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے لوحِ محفوظ میں۔

اور فرمایا:

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡن (پارہ27 سورہ الواقعہ، آیت77،78)

ترجمہ: بیشک یہ عزّت والا قرآن ہے محفوظ نوِشتہ (تحریر) میں۔

حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو سیّدِ عالم ﷺ پر نازل فرمایا گیا کیونکہ یہ کلامِ الٰہی اور وحیِ ربّانی ہے جس میں تبدیل و تحریف ممکن نہیں۔[3] (خزائن العرفان)

اور یہ بھی اَہلِ اسلام کا مُتّفقہ فیصلہ ہے کہ اُس کی حفاظت بھی اللہ تعالی کے ذمّہ کرم ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (پارہ13،سورۃ الحجر، آیت9)

ترجمہ: بیشک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اِس کے نگہبان ہیں۔

کہ تحریف و تبدیل و زیادتی و کمی سے اُس کی حفاظت فرماتے ہیں تمام جن واِنس اور ساری خَلق کے مقدور (قدرت) میں نہیں ہے کہ اُس میں ایک حروف کی کمی بیشی کرے یا تَغَیُّر و تَبَدُّل (تبدیل) کر سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اِس لئے یہ خصوصیّت صرف قرآن شریف ہی کی ہے دوسری کسی کتاب کو یہ بات میسّر نہیں۔ یہ حفاظت کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ قرآن مجید کو معجزہ بنایا کہ بَشر کا کلام اُس میں مل ہی نہ

---

[3] (خزائن العرفان، سورت الواقعۃ تحت آیت 77،78، 1/991، مکتبۃ المدینۃ، طباعت دوم 2013ء)

سکے ایک یہ کہ اُس کو مُعارضے (جھگڑے) اور مقابلہ سے محفوظ کیا کہ کوئی اُس کی مثل کلام بنانے پر قادر نہ ہو ایک یہ کہ ساری خَلق کو اُس کے نیست و نابود اور مَعدوم (ختم) کرنے سے عاجز کر دیا کہ کفّار باوجود کمال عَداوت (شدید نفرت) کے اُس کتابِ مُقدّس کو معدوم کرنے سے عاجز ہیں۔

جمع القرآن ﴾ آیتِ مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید کی موجودہ ہیئَتِ کذائیہ (معینہ ترتیب) حق اور محفوظ مِن اللہ ہے اُسے اگرچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے جمع کیا لیکن حقیقۃً اُس کا جامع خود اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اِس کا وعدہ فرمایا:

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْانَه۔ (پارہ29، القیمۃ، آیت17)

ترجمہ: بیشک اُس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمّہ ہے۔

اِس آیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حقّانیت کا ثبوت ملا کہ وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّہ کرم لگایا اِس کا ظُہور و صُدور اپنے محبوب بندوں سے کرایا کیونکہ اُس کریم تعالیٰ وعَزّ اِسمُہ کی عادتِ کریمہ ہے کہ جو کام اپنے ذمّہ لگاتا ہے وہ اپنے بندوں کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کا قرآن مجید کا جمع از خود نہ تھا بلکہ منشائے ایزدی (رضاءِ الٰہی) ہی تھا کہ یہ کام اُس کے یہی محبوب بندے کریں۔

جمع القرآن کے مراحل ﴾ سب کو معلوم ہے کہ قرآن مجید تئیس (۲۳) سال میں تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ اِس نازل شدہ آیات اور سورت کو صرف خود حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یاد کر لیتے بلکہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے جلیل القدر صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی اپنے سینوں میں اُسے محفوظ فرما لیتے تھے اُس کے باوجود نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نازل شدہ آیات و سورۃ کو فوراً لکھوا لیتے تھے۔ اُس کے شواہد ملاحظہ ہوں:۔

علّامہ عبد العظیم زرقانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ "مناہل العرفان جلد 1، صفحہ 246" میں لکھتے ہیں:

فهاهو ذا رسول الله صلى الله عليه وسلم قد اتخذ كتابا للوحي كلما نزل شيء من القرآن أمرهم بكتابته مبالغة في تسجيله وتقييده. وزيادة في التوثق والضبط والاحتياط في كتاب الله تعالى حتى تظاهر الكتابة الحفظ ويعاضد النقش اللفظ [4]

حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کتابتِ وحی کے لئے چند کاتِب مُقرر فرمائے تو جب بھی قرآن کا کچھ حصّہ نازل ہوتا آپ کاتب کو لکھ لینے کا حکم فرماتے تاکہ توثیق وضبط واِحتیاطِ کتاب اللہ میں پختگی اور مضبوطی ہو اور اِس طریقہ سے حفظِ قرآن کو مدد ملے اور نقش و لفظ تقویّت پائیں۔

کاتبین وحی ﴾ یہ لکھنے والے برگُزیدہ صحابہ کرام تھے مُجملہ (خلاصۃً) اُن کے چند اَسماء یہ ہیں: وغیر ہم۔

1) حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
2) حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
3) حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ
4) حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ
5) حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ
6) حضرت سیّدنا ابان بن سعید رضی اللہ تعالی عنہ

---

(4) (مناهل العرفان في علوم القرآن، المبحث الثامن، جمع القرآن بمعنى كتابته في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، 246/1، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

7) حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ 8) حضرت سیّدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

9) حضرت سیّدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ 10) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ[5]

اُس وقت ہمارے دور کی طرح کاغذ وغیرہ کی فَراوانی (کثرت) بلکہ کاغذ تھا ہی نہیں۔ اُس مُقدّس دور خیر القرون میں ایک عجیب و غریب طریقہ تھا جسے علّامہ زرقانی نے بیان فرمایا کہ

وكان صلى الله عليه وسلم يدلهم على موضع المكتوب من سورته. ويكتبونه فيما يسهل عليهم من العسب واللخاف, والرقاع وقطع الأديم وعظام الأكتاف والأضلاع. ثم يوضع المكتوب في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم. [6]

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نُزولِ آیت پر کاتبین سے خود فرماتے کہ اُسے فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر لکھ دو تو وہ اُسی حکم کے مطابق کھجور کے ڈنٹھوں اور پتھر کے ٹکڑوں اور کھال کی پتلی جھلیوں اور چمڑوں اور چوڑی ہڈیوں اور اونٹ کی کاٹھیوں اور پسلی کی چوڑی ہڈیوں پر لکھ کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے گھر میں رکھ دیا جاتا۔

فائدہ ﴾ یہی مضمون صحیحین (بخاری و مسلم) میں بھی ہے۔ اِس سے واضح ہوا کہ جمع القرآن کا مرحلہ کامل طور پر خود حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے طے فرمایا اور وہ بھی اُسی ترتیب سے جس کی تلاوت سے آج ہم سَرشار ہو رہے ہیں نہ کہ اُس ترتیب سے جسے ترتیبِ نُزول کہا جاتا ہے۔ اُس کے شواہد حاضر ہیں:

1. روي عن ابنِ عباس قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا نزلت عليه سورة دعا بعض من يكتب فقال: ضعوا هذه السورة في الموضع الذي يذكر فيه كذا وكذا. [7]

ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جب کوئی سورت نازل ہوتی تو آپ کاتِب کو بلا کر فرماتے کہ اِسے فلاں جگہ پر مُرتّب کیجئے جہاں فلاں فلاں مضمون ہے۔

2. عن زيد بن ثابت قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم نؤلف القرآن من الرقاع[8]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس قرآن کو مختلف ٹکڑوں سے جمع کرتے تھے۔

3- سیّدنا عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَروی ہے کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے سورۃ الانفال کو سورۃ البراۃ سے باہم ملا دیا اور اُن دونوں کے مابین "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کی سَطر نہیں لکھی پھر اُن کو سات بڑی سورتوں کے زُمرہ میں بھی شامل کر دیا؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر مُتعدّد (کثیر) سورتیں نازل ہوا کرتی تھیں اِس لئے جہاں آپ پر کچھ قرآن نازل ہوا کرتا آپ فوراً کاتبانِ وحی میں سے کسی کو بلوا کر حکم دیتے کہ اِس آیت کو اُس سورۃ میں درج کرو جس میں ایسا ایسا ذکر آیا ہے اور انفال مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن میں سے تھی اور سورۃ براۃ کا نُزول سب سے آخر میں ہوا تھا۔ اُس کے ماسوا براۃ کا قصّہ بھی انفال کے قصّہ سے مُشابہ تھا۔ اِس لئے میں نے

---

[5] (مناهل العرفان في علوم القرآن, المبحث الثامن, جمع القرآن بمعنى كتابته في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم, 246/1, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[6] (مناهل العرفان في علوم القرآن, المبحث الثامن, جمع القرآن بمعنى كتابته في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم, ج1 ص246 الى 247, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه)

[7] (غرائب القرآن ورغائب الفرقان, المقدمة الرابعة في كيفية جمع القرآن, 28/1, دار الكتب العلميه-بيروت, الطبعة: الأولى 1416 ھ)

[8] (سنن الترمذي أبواب المناقب, باب في فضل الشام واليمن, 228/6, الحديث 3954, مطبع: دار الغرب الإسلامي-بيروت, سنة النشر: 1998 م)

گمان کیا کہ سورۃ براۃ، الانفال ہی کا ایک جُزء ہے اور رسول اللہ ﷺ ایسی حالت میں اِنتقال فرما گئے کہ آپ ﷺ نے ہم سے بیان نہیں کیا تھا کہ براۃ مجملہ الانفال کے ہیں۔ اِن وُجوہ سے میں نے اُن دونوں سورتوں کو ساتھ ساتھ کر دیا اور اُن کے مابین "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کی سَطر نہیں لکھی اور اُس کو سات بڑی سورتوں کی صَف میں جگہ دی۔[9] (احمد، ابوداؤد ترندی انسائی، حاکم)

4- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اِسی اَثناء (لمحہ) میں یکایک (اچانک) آپ ﷺ نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا اور پھر نظر جھکا لینے کے بعد فرمایا کہ میرے پاس جبریل آئے تھے اور کہہ گئے ہیں کہ میں اِس آیت کو اُس سورۃ کی اُس جگہ پر رکھوں۔

إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ (پارہ 13، سورۃ النحل، آیت 90)

ترجمہ: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا۔[10]

5- بخاری نے اِبنِ زبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا۔ (پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 234)

ترجمہ: اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں۔ (بخاری شریف)

اِس آیت کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اِس لئے تم اِس کو نہ لکھو یا اِس کو چھوڑ دو۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: اے مادر زادہ میں قرآن کی کسی شے کو اُس کی جگہ سے نہیں ہٹاؤں گا۔[11]

6- مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اِس کثرت سے کوئی بات نہیں دریافت کی جس کثرت سے "کلالۃ" کی نسبت دریافت کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینہ میں اپنی اَنگشت مبارک گڑا کر فرمایا تیرے لئے وہی موسم سرما کی نازل شدہ آیت کافی ہے جو سورۃ النساء کے آخر میں ہے۔[12]

7- دو حدیثیں جو سورۃ البقرۃ کے خاتمہ کی آیتوں کے بارے میں آئی ہیں۔

---

[9] (سنن الترمذي، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، 123/5، الحديث 3086، مطبع: دار الغرب الإسلامي – بيروت، سنة النشر: 1998م)

[10] (مسند احمد، مسند الشاميين، حديث عثمان بن ابي العاص، 441/29، الحديث: 17918، مؤسسة الرسالة الطبعة الاولى، 1421ھ)

[11] (صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا، 29/6، الحديث: 4530، طبع: دار طوق النجاة، الطبعا: 1422ھ)

[12] (صحيح مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا، 396/1، الحديث: 567، دار إحياء التراث العربي بيروت)

8- مسلم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ الکھف کے شروع کی دس آیتیں حفظ کرلے گا وہ دجّال کے شر سے محفوظ رہے گا اور مسلم ہی کی ایک روایت میں یہی حدیث ان الفاظ میں آئی ہے کہ جو شخص سورۃ الکھف کے آخر کی دس آیتیں پڑھے گا رجال کے شرّ سے محفوظ رہے گا۔[13]

9- اِسی پر اجمالی طور پر دلالت کرنے والے نُصوص میں وہ ثابت شدہ اُمور بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مُتعدِّد (کئی) سورتیں پڑھیں مثلاً حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں سورۃ البقرہ، سورۃ آل عمران اور سورۃ النساء کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔[14]

صحیح بخاری میں مَروی ہے رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الاعراف کی قرات مغرب کی نماز میں فرمائی۔[15] اور سورۃ قد افلح کے متعلق نسائی میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس کو فجر کی نماز میں پڑھا یہاں تک کہ جس وقت حضرت موسیٰ وہارون (علی نبیناو علیھما السلام) کا ذکر آیا تو آپ ﷺ کو کھانسی آگئی اور آپ نے رکوع کیا۔ [16]

سورۃ الروم کے متعلق امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ اِس سورۃ (روم) کو حضور ﷺ نے صبح کی نماز میں پڑھا تھا۔ [17]

سورۃ الم تَنزِيلُ اور هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ کے متعلق شیخین (بخاری و مسلم) سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سورتیں جمعہ کے دن صبح کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ [18]

صحیح مسلم میں سورۃ ق کی نسبت آیا ہے کہ اس کو خطبہ میں پڑھتے تھے. [19]

سورۃ الرحمن کی بابت مستدرک وغیرہ کتابوں میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورۃ قومِ جن کے سامنے پڑھی تھی۔[20]

سورۃ النجم کی نسبت صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُسے کفّارِ مکہ کو سنایا اور اُس کے آخر میں سجدہ کیا تھا.[21]

سورۃ اقتربت اُس کی بابت مسلم کے نزدیک ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم ﷺ اُس کو سورۃ ق کے ساتھ عید کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔[22]

---

[13] (صحیح مسلم ،کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا ،باب فضل سورۃ الکھف و آیۃ الکرسي ،555/1،الحدیث:809، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

[14] (تعظیم قدر الصلاۃ للمروزي،باب کثرۃ الرکوع والسجود،325/1،الحدیث:312، مکتبۃ الدار المدینۃ المنورۃ ، الطبع 1402ھ)

[15] (صحیح البخاري ، کتاب الأذان ،باب القراءۃ في المغرب ،153/1،الحدیث:764 طبع:دار طوق النجاۃ، الطبع 1422ھ)

[16] (سنن النسائي،کتاب الافتتاح ،باب قراءۃ بعض السورۃ،176/2،الحدیث:1007، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ – حلب)

[17] (المعجم الکبیر ،حدیث الاغر المزني ،301/1،الحدیث: 881،مکتبۃ ابن تیمیۃ – القاھرۃ)

[18] (صحیح البخاري،کتاب الجمعۃ،باب ما یقرأ في صلاۃ الفجر یوم الجمعۃ،5/2،الحدیث:891، طبع:دار طوق ، الطبع 1422ھ)

[19] (صحیح مسلم ،کتاب الجمعۃ،باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ،595/2،الحدیث:872، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

[20] (المستدرك علي الصحیحین ،کتاب التفسیر ،تفسیر سورۃ الرحمن،515/2،الحدیث:3766،دار الکتب العلمیہ بیروت،1411ھ)

[21] (صحیح البخاري ،ابواب سجود القرآن،باب سجدۃ النجم ،41/2،الحدیث:1070، طبع:دار طوق ، الطبع 1422ھ)

[22] (صحیح مسلم ،کتاب صلاۃ العیدین،باب ما یقرأ به في صلاۃ العیدین،607/2،الحدیث:891، دار إحیاء التراث العربي بیروت)

سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون کی نسبت صحیح مسلم میں آیا ہے کہ آپ ﷺ اُن دونوں کو نمازِ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔[23]

سورۃ الصف کی بابت مستدرک میں عبد اللہ بن سلام سے مَروی ہے کہ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اُسی وقت رسول اللہ ﷺ نے اُس کو مُفَصَّل کی مختلف سورتوں میں (ملاکر) اُن کے سامنے پڑھا یہاں تک کہ اُسے ختم کیا۔ [24]

10- ایسے ہی حضور ﷺ کے خُطبات[25] میں اِسی موجودہ ترتیب سے آیات پڑھنا بھی۔

نتیجہ ﴿ اِن دلائل سے ثابت ہوا کہ اِس کی آیتوں کی ترتیب توفیقی (الہامی) ہے اور صحابہ نے ہرگز اپنی جانب سے کوئی ایسی ترتیب نہیں کی ہے جو نبی کریم ﷺ کی قرات کے خلاف ہو لہٰذا یہ بات حدِّ تَواتُر (یقینی معیار) تک پہنچ گئی۔ یاد رہے کہ مُفسّرین کی اصطلاح میں اِس کا نام "جمع القرآن" ہے۔

جمع القرآن ﴿ حضرت امام جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اتقان جلد اول اٹھارویں فصل میں لکھتے ہیں کہ دوسری مرتبہ قرآن کو جمع اور مُرتَّب کرنے کا اہم کام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوا چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنگِ یمامہ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اُسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے میرے پاس آکر کہا کہ معرکۂ یمامہ میں بہت سے قاریانِ قرآن کریم شہید ہوگئے ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ آئندہ جنگوں میں بھی وہ شہید ہوتے جائیں گے اور اِس طرح بہت سا قرآن ہاتھوں سے جاتا رہے گا میری رائے ہے کہ آپ قرآن کے جمع کئے جانے کا حکم دیں۔ میں نے حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جواب دیا جس کام کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا میں اُسے کس طرح کروں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: بخدا یہ بات بہتر ہے غرض یہ کہ وہ مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل کھول دیا اور میں نے بھی اُس بارے میں وہی رائے قائم کرلی جو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے قائم کی تھی۔ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے کہا: تم ایک سمجھدار نوجوان ہو اور ہم تو مُتَّہَم (تمہارے بارے میں غلط گمان) نہیں کرتے اور تم رسول اللہ ﷺ کے کاتِبِ وحی بھی تھے اسلئے اب قرآن کی تفتیش اور تحقیق کر کے اُسے جمع کرو۔ زید کہتے ہیں واللہ مجھ کو ایک پہاڑ اُس کی جگہ سے ہٹا کر دوسری جگہ رکھ دینے کا حکم دیتے تو یہ بات مجھ پر اتنی گِراں (بھاری) نہ ہوتی جس قدر قرآن کے جمع کرنے کا حکم مجھ پر شاق (سخت) گزرا اور میں نے (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کرتے ہیں جسے رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا: واللہ یہ بات بہتر ہے اور پھر وہ برابر مجھ سے اِس بارے میں بار بار کہتے رہے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے میرا دل بھی اُسی بات کے لئے کھول دیا جس بات کے لئے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دل کھولا تھا۔ پھر تو میں نے قرآن کی تلاش اور جُستجو شروع کردی اُسے کھجور کی شاخوں اور سفید پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کردیا اور میں نے سورۃ التوبہ کے خاتمہ کی آیتیں "لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ – الآية" صرف ابو خزیمہ انصاری کے پاس پائیں اور اُن کے سوا کسی سے یہ آیتیں نہ مل سکیں۔ وہ منقول صحیفے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے

---

(23) (صحيح مسلم ،كتاب الجمعة، باب ما يقرأ في يوم الجمعة، 599/2، الحديث: 879، دار إحياء التراث العربي بيروت)

(24) (المستدرك على الصحيحين، كتاب الجهاد، 80/2، الحديث: 2388، دار الكتب العلمية – بيروت، الطبعة: الأولى، 1411هـ – 1990م)

(25) (جسے آج کل کی اصطلاح میں وعظ یا تقریر کہا جاتا ہے)

وفات پائی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی محافظت (حفاظت) کی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد وہ صحائف حضرت اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس محفوظ رہے۔[26]

اِبنِ ابی داؤد نے **کتاب المَصاحِف** میں عبد اللہ سے سندِ حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ مَصاحِف کے بارے میں سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ملے گا۔ خدا ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر رحمت کرے وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو جمع کیا۔[27]

جمع القرآن میں شیخین کا طریق کار﴾ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اتقان** جلد اوّل کی اٹھارویں فصل میں لکھتے ہیں کہ اِبنِ ابی داؤد نے یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں آکر کہا: جس شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ بھی قرآن کی تعلیم حاصل کی ہو وہ آکر اپنے یاد کردہ قرآن کو سنائے اور لکھنے والے اُس کو تختیوں اور کھجور کی شاخوں کی ڈنٹھلوں پر لکھتے جاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی شخص سے قرآن کا کوئی حصّہ اُس وقت تک تسلیم نہیں کرتے تھے جب تک وہ آدمی اپنے دو گواہ نہ لائے۔[28]

اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کو محض لکھا ہوا پانے ہی پر اِکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ اُس کی شہادت اُن لوگوں سے باہم پہنچا لیتے جنہوں نے اُسے سن کر یاد کیا تھا اور اُس کے علاوہ خود زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حافظِ قرآن تھے۔

غرض یہ کہ قرآنِ مکتوب کے موجود پانے اور خود حافظِ قرآن ہونے کے باوجود اُن کا دو شہادتوں کو بھی بہم پہنچا کر اُسے مُصحف میں تحریر کرنا حد درجہ کی احتیاط تھی۔ اِبنِ ابو داؤد دوہی ہشام بن عُروہ کے طریق پر اُن کے والد عروہ سے راوی ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: تم دونوں مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ پھر اُس کے بعد جو شخص تمہارے پاس کتاب اللہ کا کوئی حصّہ مع دو گواہوں کے لائے اُسے لکھ لو۔ اِس حدیث کے تمام راوی معتبر ہیں اگرچہ یہ روایت مُنقطع ہے۔[29]

اِبنِ حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے دو گواہوں سے مراد حفظ اور کتابت تھی، یعنی قرآن اُس کو یاد بھی ہو اور اُس کے پاس لکھا ہوا بھی ہو۔[30]

---

[26] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 203/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

[27] (المصاحف لابن ابي داود. جَمْعُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْقُرْآنَ فِي الْمَصَاحِفِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. 48/1. الفاروق الحديثة مصر / القاهرة. الطبعة: الأولى. 1423هـ 2002م)

[28] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 205/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

[29] (المصاحف لابن ابي داود. جَمْعُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْقُرْآنَ فِي الْمَصَاحِفِ. 51/1. الفاروق الحديثة مصر / القاهرة. الطبعة: الأولى. 1423هـ 2002م)

[30] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 205/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

اور سخاوی نے اپنی کتاب **جمال القراء** میں لکھاہے اِس سے مراد یہ ہے کہ دو گواہ اِس بات کی گواہی دیں کہ وہ لکھا قرآن خاص رسول اللہ ﷺ کے روبرو لکھا گیاہے یایہ مقصود ہے کہ وہ اِس قرآن کی نسبت شہادت دیں کہ یہ اُنہی وُجوہ میں سے ہے جن پر قرآن کا نُزول ہوا ہے۔[31]

ابو شامہ کا قول ہے اور اُن (صحابہ) کی غرض یہ تھی کہ قرآن نہ لکھا جائے مگر اُسی اصل سے جو رسول اللہ ﷺ کے روبرو تحریر میں آیا ہے نہ کہ محض یاداشت پر اعتماد کر کے لکھ لینا اِسی وجہ سے حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ نے سورۃ التوبہ کے آخری حصّہ کی نسبت کہاہے کہ میں نے اُسے ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کے پاس نہیں پایا یعنی اُس کو لکھا ہوا صرف اُنہی کے پاس پایا کیونکہ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ محض یاداشت پر اِکتفا نہیں کرتے تھے بلکہ کتابت کو بھی دیکھنا چاہتے تھے مگر میں کہتاہوں کہ شہادت لینے سے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ دونوں اِس بات کی شہادت بہم پہنچاتے تھے کہ جو قرآن اُنہیں کسی نے سنایا ہے آیا وہ نبی کریم ﷺ پر اُن کے سالِ وفات میں پیش ہو چکا ہے یا نہیں۔ [32]

اور اِبنِ اشتہ نے **کتاب المَصاحِف** میں لیث بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے قرآن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ نے اُسے لکھا۔ لوگ حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس قرآن کو لاتے تھے اور وہ بغیر دو معتبر گواہ لئے ہوئے اُسے نہ لکھتے تھے اور سورۃ براۃ کا خاتمہ محض ابو خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس ملا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا اُس کو لکھ لو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ابو خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت دو گواہوں کے برابر مانی ہے چنانچہ خزیمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اُسے لکھ لیا۔[33]

سوال﴾ جب حضور ﷺ نے اپنے سامنے تمام قرآن مجید لکھوا لیا تھا پھر اب صحابہ کرام کو کونسی ضرورت پیش آئی کہ وہ اِس کام کو بڑے اہتمام سے سرانجام دینے لگے؟

جواب﴾ اِس کا جواب صدیوں پہلے عُلماءِ کرام لکھ گئے ہیں۔ علّامہ حارث المحاسبی نے اپنی کتاب **فهم السنن** میں لکھاہے کہ قرآن کی کتابت کوئی نئی بات نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اُس کے لکھنے کا حکم دیتے تھے لیکن وہ قرآن جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لکھا گیا تھا متفرق ٹکڑوں، اونٹ کے شانہ کی ہڈیوں اور کھجور کے شاخ کے ڈنٹھلوں پر لکھا ہوا تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے صرف اُس کے نقل کرنے اور اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور یہ کاروائی بمنزلہ اِس بات سے تھی کہ کچھ اَوراق رسول اللہ ﷺ کے گھر میں پائے گئے جن میں قرآن مُنتَشِر (پھیلا) تھا پھر اُن کو کسی جمع کرنے والے نے اکٹھا کر کے ایک ڈورے میں باندھ دیا تاکہ اُن میں سے کوئی ٹکڑا ضائع نہ ہو جائے۔[34]

---

[31] (جمال القراء وكمال الاقراء. ذكر تأليف القرآن. ص: 161. دار المأمون للتراث دمشق – بيروت الطبعة الاولى 1418ھ)

[32] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 206/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394ھ/ 1974م)

[33] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 206/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394ھ/ 1974م)

[34] (الاتقان في علوم القرآن. النوع الثامن عشر. 206/1. الهيئة المصرية العامة للكتاب. الطبعة: 1394ھ/ 1974م)

سوال﴾ اگر ایسا شُبہ تھا تو بھی خاص ضرورت نہ تھی اِس لئے کہ صحابہ حُفّاظ تھے بلکہ خود خلفاءِ راشدین اور دیگر کاتبین وحی بہت بڑے کامل و مکمل حافظ تھے تو پھر اتنا اہتمام کیوں؟

جواب﴾ یہ اُن کے اِتقاء(تقویٰ) اور پرہیز گاری کی دلیل ہے کہ اُنہوں نے اپنے اُوپر اعتماد نہ کیا اور نہ ہی کسی دوسرے خارجی پر بھروسہ کیا بلکہ وہ لوگ ایسی معجزہ تالیف اور معروف نظم کا اظہار کرتے تھے جس کی تلاوت کرتے ہوئے بیں سال تک نبی کریم ﷺ کو دیکھتے آئے تھے اور اِس لحاظ سے یہ خوف بالکل نہ تھا کہ اُس میں کوئی خارجی کلام ملا دیا جائے گا۔ ہاں ڈر اِس بات کا تھا کہ مَبادا(کہیں ایسا نہ ہو کہ) اُس کے صفحوں میں سے کوئی صفحہ ضائع ہو جائے۔

جمع القرآن﴾ تیسری مرتبہ قرآن کا جمع کیا جانا حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے زمانہ میں ہوا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح کے موقعہ پر شامی اور عراقی دونوں ساتھ مل کر معرکہ آرائی میں شریک تھے وہاں حضرت حذیفہ اُن دونوں ممالک کے مسلمانوں کا قرات میں اختلاف دیکھ کر سخت پریشان تھے۔ اُس وقت آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے اور اُنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا آپ اُمّتِ مسلمہ کے یہود اور نصاری کی طرح باہم مختلف ہونے سے پہلے ہی اِس کی خبر لیجئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ بات سُن کر اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ جو صحیفے آپ کے پاس امانت رکھے ہیں اُنہیں بھیج دیجئے تاکہ میں اُن کو مُصحفوں میں نقل کرانے کے بعد پھر آپ کے پاس واپس اِرسال کردوں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے وہ صحائف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو بھجوا دیئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام علیہم الرضوان کو اُن کے نقل کرنے پر مامور کیا اور تینوں قریشی بزرگوں سے کہا کہ جہاں کہیں قرآن کے تَلفُّظ میں تمہارے اور زید بن ثابت کے اندر اختلاف ہو وہاں اُس لفظ کو خاص قریش ہی کی زبان میں لکھنا کیونکہ قرآن اُنہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ چنانچہ قریشیوں کی اُس جماعت نے مل کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے حکم کی تعمیل کی اور جب وہ اُن صحیفوں کو مَصاحِف میں نقل کر چکے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ صحائف بدستور اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس واپس بھیج دیئے اور اپنے لکھوائے ہوئے مُصحفوں میں سے ایک ایک مُصحف ممالکِ اسلامیہ کے ہر ایک گوشہ(کونے) میں اِرسال کر دیا(بھیج دیا) اور حکم دیا کہ اِس مُصحف کے سوا اور جس قدر صحیفے یا مُصحف پہلے کے موجود ہوں اُن کو ایسے صفحۂ وجود سے ختم کرو کہ اُن کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔[35]

عثمان جامع القرآن کیوں؟﴾ انس بن مالک نامی بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد(زمانے) میں قرآن کے اندر اِس قدر اختلاف تھا کہ پڑھنے والے بچوں اور پڑھانے والوں کے درمیان تلوار چل گئی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: لوگ میرے سامنے ہی قرآن کو جُھٹلانے اور اُس میں غلطی کرنے لگے ہیں غالباً مجھ سے جو دور ہوں گے وہ اِن کی نسبت سے کہیں بڑھ کر جھٹلاتے اور غلطیاں کرتے ہوں گے۔ اے اصحاب محمد ﷺ! تم مُجتَمِع (اکٹھے) ہو جاؤ اور لوگوں کے لئے ایک قرآن لکھو۔

---

[35] (صحيح البخاري، باب جمع القرآن، 183/6، الحديث: 4987، دار طوق النجاة 1422ھ)

چنانچہ تمام صحابہ نے متّفق ہو کر قرآن لکھنا شروع کیا۔ جس وقت کسی آیت کے بارے میں اُن کے اندر اختلاف یا جھگڑا ہوتا تو وہ کہتے یہ آیت رسول اللہ ﷺ نے فلاں شخص کو پڑھائی تھی پھر اُس کو بلوایا جاتا، وہ شخص مدینہ سے تین دن کی مُسافت پر ہوتا تھا اور جب وہ آجاتا تو اُس سے دریافت کرتے کہ فلاں آیت کی قرات رسول اللہ ﷺ نے تمہیں کس طرح سنائی تھی؟ وہ شخص کہتا "یوں" اُس وقت اُس آیت کو لکھ لیتے اور پہلے سے اُس کی جگہ خالی رہنے دیتے تھے۔[36]

جمع القرآن کا اہتمام عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ﴾ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ صرف سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے مَصاحِف لکھوانے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے اِس غرض سے بارہ مشہور آدمی قریش اور انصار دونوں قبیلوں کے جمع کئے پھر قرآن کے صحیفوں کا وہ صندوق منگوایا جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر میں تھا۔ صندوقِ مذکور آگیا تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اُن لکھنے والوں کی نگرانی اپنے ذمّہ لی اور نقل کرنے والوں کا انداز یہ تھا کہ جب اُن میں کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تو اُسے سَرِ دست (وقتی طور پر) چھوڑ دیتے تھے اور اُس وقت لکھتے نہ تھے۔ محمد بن سیرین کا قول ہے کہ وہ لوگ اُس کی کتابت میں اِس لئے تاخیر کر دیتے تھے کہ کسی ایسے شخص کا انتظار کریں جس نے اُن سب کی نسبت سے کلام اللہ کے آخری دور سے قریب تر زمانہ دیکھا ہے اور پھر اُس کے بیان کے مطابق جو کچھ لکھنے سے رہ گیا ہے اُسے لکھیں۔[37]

سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کی سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دعا

اِبنِ ابی داوٗد نے صحیح سند کے ساتھ سوید بن عفلہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں بجز کلمہ خیر کے اور کچھ مت کہو کیونکہ اُنہوں نے مَصاحِف میں جو کچھ تغیُّر (تبدیل) کیا ہے وہ ہماری ایک جماعتِ کثیر کی عام رائے سے کیا ہے۔[38]

فرق مابین جمعِ شیخَین وعثمان رضی اللہ تعالی عنہم ﴾ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے قرآن کو جمع کرنے میں یہ فرق ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جمع کرانا اِس خوف سے تھا کہ مَبادا (کہیں ایسا نہ ہو کہ) حُفّاظِ قرآن کی موت کے ساتھ قرآن کا بھی کوئی حصّہ جاتا رہے کیونکہ اُس وقت تمام قرآن ایک جگہ اکٹھا نہیں تھا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن کو صحیفوں میں اِس ترتیب سے جمع کیا کہ ہر ایک سورت کی آیات رسول اللہ ﷺ کے بیان کے مطابق یکے بعد دیگرے درج کر دیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے قرآن کو جمع کرنے کی یہ شکل ہوئی کہ جس وقت وجوہِ قرات میں بکثرت اختلاف پھیل گیا اور یہاں تک نوبت آگئی کہ لوگوں نے اپنی زبانوں میں پڑھنا شروع کیا چونکہ عرب کی زبانیں وَسیع تھیں۔ اِس لئے اُس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں میں سے ہر ایک زبان کے لوگ دوسری زبان والوں کو غلط بتانے لگے اور اِس بارے میں سخت مشکلات پیش آتیں اور بات بڑھ جانے کا خوف پیدا ہو گیا۔ اِس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے قرآن کو ایک ہی مُصحف میں سورتوں کی ترتیب کے ساتھ جمع کر دیا اور تمام عرب کی زبانوں کو چھوڑ کر محض قبیلہ قریش کی زبان پر اکتفا کیا۔

---

[36] (الاتقان في علوم القرآن ،النوع الثامن عشر ،209/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394ھ/ 1974م)

[37] (الاتقان في علوم القرآن ،النوع الثامن عشر ،209/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394ھ/ 1974م)

[38] (المصاحف لابن ابي داود، جَمْعُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْقُرْآنَ فِي الْمَصَاحِفِ ،96/1، الفاروق الحديثة مصر / القاهرة، الطبعة: الأولى، 1423ھ 2002م)

اُس کے لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ دلیل یہ لائے کہ قرآن کا نُزول دراصل قریش ہی کی زبان میں ہوا ہے اگرچہ ابتدا میں وقت اور مشقت دور کرنے کے لئے اُس کی قرات غیر زبانوں میں بھی کرلینے کی گنجائش دے دی گئی تھی لیکن اب حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی رائے میں وہ ضرورت مٹ چکی تھی لہٰذا اُنہوں نے قرآن کی قرات کا اِنحصار محض ایک ہی زبان میں کر دیا۔

عثمانی جمعِ قرآن کی غرض وغایت ﴿ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرح قرآن کو "مابین اللوحین" ہی جمع کر دینے کا قصد نہیں کیا اِس لئے کہ اُنہوں نے تمام مسلمانوں کو اُن معروف اور ثابت قراتوں پر جمع کر دینے کا ارادہ کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول چلی آرہی تھیں۔ جتنی قراتیں اُن کے سوا پیدا ہوگئی تھیں اُن کو مٹا دینا چاہا نیز اُنہوں نے مسلمانوں کو ایک ایسا مُصحف دیا جس میں کوئی تقدیم، تاخیر اور تاویل نہیں۔ وہ تنزیل کے ساتھ ثبت کیا گیا ہے اُس کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی ہے وہ مُصحف اپنے رسم کی مثبت دلیل کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اُس کی قرات اور حفظ کے مَفروض (لوازم) کا لحاظ کیا گیا ہے تاکہ بعد میں آنے والی نسلیں فساد اور شُبہ میں نہ پڑ سکیں اور یہ خوف بالکل مٹ جائے۔ حارث المحاسبی کا قول ہے: لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی ہے کہ قرآن کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمع کیا مگر دراصل بات یوں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے صرف یہ کیا کہ اپنے پاس رُفقاءِ مہاجرین وانصار کے باہمی اتفاق رائے سے عام لوگوں کو ایک ہی قرات کرنے پر آمادہ کیا کیونکہ اُن کو اَہلِ عراق اور اَہلِ شام کے قراتوں کے حروف میں باہم اختلاف رکھنے کے باعث فتنہ کا خوف پیدا ہوگیا تھا اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے اِس عمل سے پہلے جس قدر مَصاحِف تھے وہ تمام ایسی قرات کی صورتوں سے مطابق تھے جن پر قرات کا اطلاق ہوتا تھا اور اُن پر قرآن کا نُزول ہوا تھا اور یہ بات کہ قرآن جملہ سب سے پہلے کس نے جمع کیا؟[39]

وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تھے اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ اگر میں حاکم ہوتا تو مَصاحِف کے ساتھ وہی عمل کرتا جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے کیا ہے۔[40]

فائدہ ﴿ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے دنیائے اسلام کے ہر گوشہ (کونے) میں جتنے مَصاحِف اِرسال کئے تھے اُن کی تعداد میں اختلاف کیا گیا ہے۔ مشہور قول تو یہ ہے کہ وہ سب پانچ مُصحف تھے اور اِبنِ ابی داؤد نے حمزۃ الزیات کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے دیگر ممالک میں چار مَصاحِف بھیجے تھے۔[41]

تاکہ جملہ اَہلِ اسلام قرآن مجید کو اُس طریق پر پڑھیں جو الحمد للہ تا حال الیٰ یوم القیمۃ یہی قرات مُرَوَّج (رائج) ہے۔

---

[39] (الاتقان في علوم القرآن ، النوع الثامن عشر ،209/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

[40] (المصاحف لابن ابي داود، جَمْعُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْقُرْآنَ فِي الْمَصَاحِفِ ،67/1، الفاروق الحديثة مصر / القاهرة، الطبعة: الأولى، 1423هـ 2002م)

[41] (الاتقان في علوم القرآن ، النوع الثامن عشر ،209/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب، الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

خلاصة البحث ﴾ اِس سے ثابت ہوا کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے صرف جمع کرنے کی کوشش کی تھی نہ کہ اُسے ترتیب دینے کی۔ اِس لئے کہ بلاشُبہ قرآن اُسی ترتیب سے لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اُسے پہلے آسمان میں نازل فرمایا پھر اُسے بوقتِ ضرورت نازل فرماتا رہا۔ اِسی وجہ سے نُزول کی ترتیب تلاوت کی ترتیب کے علاوہ ہے۔

اِبن الحصار کا قول ہے کہ سورتوں کی ترتیب اور آیات اُنہی جگہوں میں رکھنا وحی کے ذریعہ سے عمل میں آیا ہے رسول اللہ ﷺ خود ہی فرما دیتے تھے کہ اِس آیت کو فلاں جگہ رکھو اور اِس ترتیب کا یقین رسول اللہ ﷺ کی تلاوت نسبت مُتواتر عقل سے حاصل ہوا ہے اور اِس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کا اِس مُصحف میں اِس طرح رکھنے پر اِجماع ہے۔[42] (انتقان جلد1)

شیعوں کا قرآن ﴾ اَہلِ سنّت کے قرآن کی تفصیل پڑھنے کے بعد شیعوں کے قرآن کی کہانی بھی پڑھیے۔ شیعہ مذہب کا ماہنامہ "**المعرفت**" حیدر آبادی 1967ء میں ہے:

حضرت محمد مصطفی ﷺ کے سامنے وحی لکھنے والوں کی فہرست تو مسلمانوں نے بڑی لمبی چوڑی بنا رکھی ہے مگر جو کارہائے نمایاں اس سلسلے میں حضرت علی اِبنِ ابی طالب علیہ السلام نے انجام دیئے ہیں وہ آج بھی علی کے علم وحُب قرآن کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ سب سے پہلا کام اس سلسلے میں امیر المؤمنین نے یہ کیا کہ قرآن مجید کی تدوین کرکے پیغمبر ﷺ کے سامنے پیش کی۔

أحد من جمع القرآن وعرضه على رسول الله صلى الله عليه وسلم[43] (تاریخ الخلفاء سیوطی)

ترجمہ: علی اِبنِ ابی طالب وہ فرد ہیں کہ جنہوں نے قرآن جمع کرکے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔

جس کو نبی اکرم ﷺ نے بہت پسند فرمایا۔ غالباً جس وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا وہ الگ الگ اَوراق پر تھا جو کہ بعدِ رحلتِ نبی ﷺ حضرت علی علیہ السلام کتابی میں اُس وقت جمع فرما رہے تھے جب کہ اُمّت نے علی علیہ السلام پر حملہ کیا تھا جس پر آپ نے فرمایا تھا کہ میں اُس وقت تک باہر نہیں نکلوں گا جب تک قرآن کو جمع نہ کرلوں۔

آج بھی دنیا کے تقریباً ہر بڑے ملک میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے دَستِ مبارک کا لکھا ہوا قرآن موجود ہے جبکہ زمانے نے علی علیہ السلام کو بھی سکون سے نہیں رہنے دیا۔

---

[42] (الاتقان في علوم القرآن ، النوع الثامن عشر ،216/1، الهيئة المصرية العامة للكتاب،الطبعة: 1394هـ/ 1974م)

[43] (تاريخ الخلفاء ، الخليفة الرابع: علي بن أبي طالب رضي الله عنه،130/1، مكتبة نزار مصطفى الباز،الطبعة: الطبعة الأولى: 1425هـ2004م)

1-اِبنِ ندیم جو چوتھی صدی ہجری کا مؤرّخ ہے اپنی کتاب **نفیس** (جو فہرست اِبنِ ندیم کے نام سے مشہور ہے) میں لکھتا ہے: میں نے خود علی اِبنِ ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن ابو یعلی حمزہ حسنی کے یہاں دیکھا ہے۔[44] ابو یعلی جلیل القدر شیعوں میں سے ہیں۔[45] (رجال مجلسی صفحہ۱۰۸)

2-یعقوبی یہ تیسری صدی کا مؤرّخ ہے اُس کی تاریخ تاریخِ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے اِسی قرآن کا ذکر کرتا ہے اور سورتوں کی ترتیب اُسی طرح بیان کرتا ہے۔[46]

3-مقریزی جو سن ۸۴۵ھ میں فوت ہوا اپنی کتاب (**الموعظ والاعتبار بذکر الحفظ والاثار**) میں لکھتا ہے کہ علی اِبنِ ابی طالب علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کُتب خانہ خلفائے فاطمی (مصر) میں موجود ہے۔ یہ قرآن جامع عتیق مصر میں ایک خوبصورت شو کیس میں نہایت حفاظت سے محفوظ ہے۔

4-سیّد جمال الدین داؤدی حسنی مُتوفّٰی سن ۸۵۸ھ اپنی کتاب **عمدة الطالب میں صفحہ5 بمبئی چھاپ** میں لکھتا ہے: حضرت علی علیہ السلام کے خزانے میں خود اُن کے ہاتھ کا لکھا قرآن تین جلدوں میں تھا۔ سن ۷۵۳ھ کی آتشزدگی میں جل گیا تھا (جب کہ ترکوں نے نجف اشرف کو لوٹا تھا) اُس کے بعد لکھتا ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کے دَستِ مبارک کا لکھا ہوا قرآن عبید اللہ علی پر مزار پر دیکھا ہے۔

5-تین قرآن مجید امیر المؤمنین علیہ السلام کے لکھے ہوئے سلطان العرب والعجم علی اِبنِ موسیٰ الرضا علیہ السلام کے کُتب خانہ (مشہد مقدس) میں موجود ہیں اور ایک نُسخہ خود جناب امیر کے کُتب خانہ نجف اشرف میں آج بھی موجود ہے۔

قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم سیو ہاروی خاتون پاکستان کے قرآن نمبر میں لکھتے ہیں: مُصحف علی علیہ السلام (یعنی جناب امیر علیہ السلام کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن) ایک نُسخہ مشہد مُقدّس کے کُتب خانہ امام ہشتم علیہ السلام میں اب تک موجود ہے (ایک نہیں تین جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں)۔

دوسرا نسخہ﴾ جامع اباصوفیہ قسطنطنیہ کے کُتب خانہ میں جس کو صلاح الدین ایوبی نے کُتب خانہ شاہی میں محفوظ کرادیا تھا۔

تیسرا نسخہ﴾ جو حضرت علی علیہ السلام نے عہدِ خلافت اول میں اپنی یاد سے مُرتّب کیا تھا۔[47]

چوتھا نسخہ﴾ مدینہ منوّرہ کے اماناتِ مُقدّسہ میں تھا جو سن ۱۹۱۸ء میں جملہ اماناتِ مُقدّسہ کے ساتھ قسطنطنیہ (ترکی کا دارالسلطنت) منتقل ہوگیا تھا۔

پانچواں نسخہ﴾ جامع سیّدنا حسینی قاہرہ (مصر) میں ہے یہی بزرگ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

---

(44) (الفهرست لابن نديم، ترتيب سور القرآن في مصحف أمير المؤمنين علي بن أبي طالب كرم الله وجهه. ،أخبار القراء السبعة وأسماء رواياتهم وقرائتهم ،ص46، دار المعرفة، بيروت–لبنان، الطبعة: الثانية ١٤١٧ھ م)

(45) (معجم رجال الحديث للسيد الخوئي،45/15، الطبعة الخامسة طبعة منقحة ومزيدة السنة 1413 ھ 1992 م)

(46) (دراسات تاريخيه من القرآن الكريم، 120/1 جامع الكتب الإسلامية)

(47) (یہ اسی قرآن کا ذکر ہے جس کو ہم بتلا آئے ہیں کہ اہل خلافت نے جب خلافت بنائی تو حضرت علی علیہ السلام گھر میں تشریف فرما تھے اور قرآن جمع فرمارہے تھے جسے اِبنِ ندیم نے یعلی حمزہ حسنی کے پاس دیکھا تھا)

مَصاحِف عہدِ خلافت چہارم

حضرت علی علیہ السلام نے قرآن لکھے۔ حیاتِ رسول ﷺ میں بھی اور بعدِ وفاتِ رسول ﷺ بھی۔ حضرت کا لکھا ہوا ایک نُسخہ جامع ملّیہ کے کُتب خانہ میں ہے۔ حضرت کے رقم فرمودہ چند اَوراق قرآن مجید شاہی مسجد لاہور کے تبرُکات میں ہیں۔ آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کچھ سورتیں امیر تیمور کے ہاتھ آ گئی تھیں جو کسی زمانہ میں لاہور کے شاہی کُتب خانہ میں تھیں پھر پیرس کے کُتب خانہ میں پہنچیں اور اب انڈیا آفس لندن کے کُتب خانہ میں ہیں۔

اِس کے علاوہ دیگر اور چند سورتیں حضرت کی لکھی ہوئی اُس کُتب خانے میں ہیں۔

ایک نُسخہ حضرت کا مرقومہ (رقم کیا ہوا) جامع مسجد دہلی میں ہے۔

یہ نُسخہ فتح دمشق میں امیر تیمور کے ہاتھ آیا تھا۔

حبیب الرحمن خاں شیروانی (علی گڑھ) کے یہاں اُن کے کُتب خانہ میں حضرت کے مرقومہ چار ورق ہیں۔

ایک نُسخہ سندھ کے پرانے حکمران تالپور خاندان کے گھرانے میں بھی ہے جو چودہ سو سالہ یادگارِ مرتضوی کی نمائش میں کراچی زیارت کے لئے رکھا گیا تھا۔

مُتعدِّد (کئی) بار کی کوشش کے باوجود افسوس کہ ہم کو اُس کی زیارت کا ابھی تک شرف حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ کسی موقع پر اُس کے متعلق مکمل معلومات فراہم کی جائے گی۔

مُصحف حسنی

امام حسن علیہ السلام کے دَستِ مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید دنیا میں بہت ہیں۔ (ادارہ)

مثلاً امام حسن علیہ السلام کے ہاتھ کا تحریر کردہ قرآن مجید کا ایک نُسخہ انڈیا آفس لندن کے کُتب خانے میں ہے۔

دوسرا جامع مسجد دہلی کے کُتب خانے میں ہے جس کے ایک ورق کا فوٹو سن ۱۳۱۱ھ میں شائع ہوا تھا۔

مجلہ کابل ﴾ کچھ اوراق شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں بھی ہیں جن کی زیارت کا شرف ہم کو بھی حاصل ہوا ہے۔

مُصحفِ حسینی ﴾ امام حسین علیہ السلام کے دَستِ مبارک کے تحریر کردہ قرآن مجید بھی تبرُّکاً مختلف مقامات پر ہیں۔ (ادارہ) امام حسین علیہ السلام کا لکھا ہوا ایک نُسخہ تبرُّکات جامع مسجد دہلی میں ہے۔

مُصحفِ عابدی علیہ السلام ﴾ امام زین العابدین علیہ السلام کے دَستِ مبارک کا تحریر کردہ قرآن مجید جامعہ ملیہ دہلی کے کُتب خانہ میں آج بھی موجود ہے جو سن ۹۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔

اُسی عہد (زمانہ) کا ایک نُسخہ کُتب خانہ دار العلوم دیوبند میں ہے۔

حمائل مرقومہ بدستِ حضرت امام حسن عَسکری ﴾ یہ حمائل صرف چودہ پارہ کی ہے جلی کے اوپر خطِ کوفی میں تحریر ہے کہیں کہیں حاشیہ پر پارہ کا ذکر ہے جیسے ایک جگہ بارہویں پارہ کے شروع میں کیا ہے۔ الجزء الثانی عشر

اِسی طرح نشانات رکوع کے ہیں اُس کے آخری صفحہ پر یہ عبارت ہے کہ جو کہ کرم خوردہ (بوسیدہ) ہو جانے سے دوبارہ لکھی گئی ہے۔ کُتُبہ حسن بن علی محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی اِبنِ طالب علیہم السلام - اُس (قرآن) کو لکھا حسن عسکری نے وہ صاحبزادے محمد نقی کے وہ

فرزند ہیں محمد تقی کے صاحبزادے ہیں رضا کے وہ دِلبند(فرزند) ہیں موسیٰ کاظم کے وہ نورِ نظر ہیں جعفر صادق کے وہ جگر بند ہیں محمد باقر کے وہ چشم چراغ ہیں علی زین العابدین کے وہ لختِ جگر ہیں حسین کے اور وہ نورِ بصر ہیں علی ابنِ ابی طالب کے۔

نُسخہ ریاست دھولپور قصبہ جاڑی کے سادات گھرانے سیّد نورالحسن صاحب جیسی صاحبِ علم وفضل اور شان وشوکت ہستی کے پاس تھا۔

تبصرہ أویسی غفرلہ ﴿ یہ تمام نقول" المعرفة حیدر آباد"امامت نمبر سے لئے گئے ہیں۔اِس پر ہمارا شیعہ مذہب سے سوال ہے کہ یہ قرآن مجید جو سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ کا جمع کردہ ہے باوجود یہ کہ مختلف مقامات پر محفوظ ہے تو تم اُسے منظرِ عام پر کیوں نہیں لاتے حالانکہ نشر و اشاعت کے معاملہ میں اَہلِ سنّت سے کچھ کم نہیں تاکہ یہ اختلاف ہی ختم ہو جائے کہ قرآن مجید جو سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے جمع فرمایا ہے وہ حضرت عثمان و شیخین رضی اللہ عنھم کے جمع کردہ قرآن کے عین مطابق ہے تو مذہبِ حق اَہلِ سنّت ہے۔اگر وہ اُس کے برعکس ہے تو بھی عوامِ اَہلِ اسلام تمہاری اُس غلط رَوِش سے آگاہ ہو جائیں گے کہ تم اسلام سے دھوکہ کر رہے ہو۔اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو قرآن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالی عنہ کی اشاعت کی توفیق بخشے۔

فقط والسلام

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔پاکستان

۲۷ رجب المرجب سن ۱۴۲۶ھ قبل صلوۃ الجمعہ